

نومبرکنگریہ سرانی روچ 13

، تحریر: داد شاہ بلوچ

ہر قوم اور ملک کے کچھ ایسی ممتاز لوگ ہوتے ہیں جنہیں وہ قوم ہمیشہ اپنے لیے قابل فخر تقلید سمجھتی ہے، قوم و ملک کے تمام لوگ اس بات پر متفق ہوتے ہیں کہ یہ انکی بہ لوٹ و انمول قربانیوں کی ثمر ہے کہ آج وہ اس دنیا میں ایک الگ شناخت کے ساتھ زندہ ہیں، لازم نہیں کہ وہ شناخت انہوں نے حاصل کیا ہو بہت سے ایسے اقوام ہیں جو کہ اس شناخت کی حصول کے واسطے اب بھی اپنی جانوں کا نظر انداز کر رہے ہیں، دنیا میں جتنی بھی قومیں قبضہ گروہ کی جنگوں سے آزاد ہوئی ہیں انکی تاریخ خون سے عبارت ہے اور مٹی سرخرو ہے، خون قربانی کی آخری حد ہے، کسی بھی بہ سروسامان قوم کو خون کے قطروں کے علاوہ اور کوئی طاقت میسر نہیں ہوتی، یہی وہ خون جیسے بہانے کا جذبہ اسے ایک یقین جیسی حقیقی قوت سے مالا مال کرتا ہے۔

تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں جہاں جہاں قابض و مقبوض کے درمیان معرکہ ہوئے وہاں قابض نے آہن و آتش کی بارش میں کوئی چھوڑ نہ رکھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ اسی معرکہ کو جیت میں بدلنے والے کچھ بہ سرو سامان مگر یقین و جذبہ اور شعور کی قوت سے لیس لوگوں نے اس آہن و آتش کی بارش کو اپنی لہو سے شکست فاش دی کر اپنی سرزمین سے قابض کے لہراتی ہوئی جھنڈی کو اکھاڑ پھینکا، تاریخ کے دھارے فطرت سے کبھی روگردانی نہیں کرتے جو قانون کل لاگو تھا وہ آج بھی راسخ ہے، کل کیوبا، ویت نام، الجزائر، کوسوو اور دیگر بہت سے ممالک اگر اسی خون نچھاور کرنے کے فلسفے کے بنیاد پر آزاد ہوئے تو آج بھی آادی کے فلسفے کے بنیادی اصول وہی ہیں، بلوچ سرزمین کی طول و عرض میں لاشوں سے ٹپکتی تازہ خون کی قطرے ہوئے یا ریاستی ازیت گاہوں میں بلند ہوتی ہوئی لہو کی فوارے ہو، قربانی کا فلسفہ اور جذبہ ہی ایک غلام قوم کی آزادی کا ضامن بن سکتا ہے۔

ہر سال کی طرح اس سال بھی اس 13 نومبر کو یوم شہداء کی نسبت سے بلوچستان سمیت دنیا کے طول و عرض میں جہاں جہاں بلوچ آباد ہیں وہ اپنے رفتگان کو یاد کرنے کے لئے اکٹھے ہونگے، اجتماعات ہونگے، احتجاج ہونگے اور ان سب میں وہ تمام نام گونجیں گے جنہیں قابض شاید سالوں پہلے خاموش کرنے کی کوشش کی تھی، خاموشی قابض کی جیت

ہمارا شہید بولے گا، ہر لہو کے قطرے کو زبان عطا کی جائیگی اور ہر گرتے ہوئے ہوندا ایک پکار بن جائے گی، ایمان کی حد تک اس یقین کو پختہ کرنا ضروری ہے کہ ہر ہوندا پسینہ کا اور ہر قطرے لہو کی اور کچھ نہیے منزل کی نوید ہے۔

نویدِ سحر کی یہ سفر مشکل اور پیچیدہ ضرور ہے مگر ہر آنے والا 13 نومبر میں یہ درس دیتا ہے کہ کوئی سفر ناممکن نہیے شرط یہی ہے کہ پاؤں پر سے سفر نہیے کیا جائے بلکہ حوصلوں کو کو بازو بنا کر اڑنے کی کوشش کی جائے، ہر اڑان پہلے کی اڑان سے بہتر ہو یہی ہمارا مطمع نظر ہو اور ہر ناکامی اگلے سفر کے لیے ایک سبق ہو یہی ہمارا انداز ہونا چاہیے، ناکامیوں سے سیکھنے والوں کی کامیابی کے امکانات ہمیشہ بہتر رہتے ہیں، اور ہمارے اس سفر میں سیکھ ہی ہمارے لئے اہمیت رکھتی ہے، عمل سے سیکھنا اور میدان کی تجربہ گاہ میں اسی سیکھ کو اگلے عمل کے لئے پیش نظر رکھنا ہی کامیابی ہے۔

اس دن کی نسبت ایک وعدہ کرنے کی ضرورت ہے کہ مصلحت کی چادر کو پھاڑ کر، بے لوث و بے غرضانہ بنیادوں پر ان تمام ساتھیوں کی ادھورے خواب کی تکمیل میں جھٹ جائیے جسکی حسرت و اپنے دل میں لئے کچھ زندانوں میں، کچھ دورانِ سفر اور کچھ ساتھی دشمن سے لڑتے ہوئے یہ بار ہمارے کاندھوں پر ال کر چل دیئے، یہ بوجھ گراؤ سے سی مگر منزل مقصود تک پہنچانا ہے اور اس وعدہ کے ساتھ کہ خوابوں کا یہ بوجھ گرنے نہ پائے، "بازو بھی بہت ہیں سر بھی بہت"، ہم آج سمجھتے ہیں کہ ہم بہت ہی خوش نصیب ہیں کہ ہمیں، عملی اور بہترین پیش رو ملے جن کی قربانیوں کو لے کر آج ہم فخریے کے رتبے ہیں کہ منزل جستجو برقرار ہے، یہ انہی کی دی ہوئی سیکھ ہے، اور ہمیں ہمارے آنے والی نسلوں کو بھی ایسا کردار وراثت میں دینا ہوگا جہاں مایوسی کی وادیوں میں بٹھکنے کے بجائے ہمارے دی ہوئی کردار و عمل کی سیکھ پر تفاخر سے کہہ سکیں کہ منزل کی جستجو برقرار ہے۔ 13 نومبر ایک وعدہ و پیمانہ کی دن ہے، جہاں ہم اپنے ان تمام لوگوں کو یاد کرتے ہیں جنہیں شاید ہم بالذات کبھی ملا نہ ہو، جنکو ہم شخصی بنادوں پر جانتے تک نہ ہو، مگر مقصد کی ایک ہی اور سے بندھے رہنے کی وجہ سے اس دن ہم اپنے تمام بہادر ساتھیوں کی جرات و شجاعت کو سرخ سلام پیش کرنے ساتھ ساتھ یہ وعدہ کرتے ہیں کہ جو خواب آپ اپنے آنکھوں میں سینچ نسلوں کے لیے چھوڑ چلے تو ہم حاضر ہیں اس خواب کو پایے تکمیل تک پہنچانے کے لیے، اس میں سر دھڑ کی بازی لگا دیے گئے، ہر میدان و ہر محاز اور دنیا کے کونے کونہ میں اپنے تمام تر ہی دامن و تنگ دستی کے باوجود آپ کے خوابوں کے گلدستے کو روز سجائے گئے اور اسے ہر گزرتے دن کے ساتھ منزل لے

مزید قریت تر کرنہ کی جتن جاری رکھیے۔

پیرو کی بیڑیا چاہے دشمن کے پھنائے ہوئے ہو یا اپنوں کی نادانیوں کی اسباب لیکن منزل کی طرف قدم جھنکار کے ساتھ اٹھیے گے اور آپکے یہ دیوانہ دیوانہ وار پاجولا سفر کی آجری قدم تک ہمت نہیے ہاریے گے، کتنے بھی کانٹے کیوں نہ بچھائے جائیں، میں یہ حکم کے نینوں میں بس خواب سجائے جائیں، اور انہی، عد و پیمانہ کی ساتھ اور خوابوں کی، اس سفر کے ساتھ ہماری ہر ٹپکتے لہو کی بوند بس ایک صدا گونجے گی

۔ ”رخصت اف اوارن سنگت